یہ اخبار ہدایت آثار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہل حدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

RLN 352.

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے

(۳) نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

اخبار اہلحدیث

لہ الملک

شرح قیمت سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے	عـــہ
والیان ریاست سے	عـــہ
رؤسا و جاگیرداران سے	للعہ
عام خریداروں سے	عـــہ
چھ ماہ کے لئے	[illegible]
ممالک غیر سے سالانہ	[illegible]

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے

نمبر [illegible] | امرتسر ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۴ھ یوم الجمعۃ | جلد ۳

کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں؟

قادیانی اخبار بدر نے اس عنوان سے ۵ اپریل کے پرچہ میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں ثابت کرنا چاہا ہے کہ کرشن جی قادیانی کے منکر کافر ہیں۔ چونکہ یہ مضمون دراصل ہمارا اور انکا فیصلہ کن ہے نیز ان دوستوں کی توجہ بھی چاہتا ہے جو کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نہ تو رسول بنتے ہیں نہ خدا کہلاتے ہیں۔ وہ تو صرف مجدد بننے کے مدعی ہیں اسپر انکا ایک پرانا مصرع بھی پڑھا کرتے ہیں کہ ؎

من نیستم رسول و نہ آوردہ ام کتاب

لیکن وہ نہیں جانتے کہ قادیانی مشین میں ہر سال نئی طرح کے عقائد بنتے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ اگر یہ کہا ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لاوینگے تو دوسری مرتبہ یہ لکھدیتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہرگز نہ آئیں گے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں ✤ دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

بہرحال ہم بدر کا مضمون بتلا کر جواب دیتے ہیں۔

ایک فضول اور بے مطلب تمہید کے بعد کہ کافر کے معنے لغوی کیا ہیں اور شرعی کیا ہیں۔ آپنے علماء اسلام سے تین سوال کئے ہیں یا یوں کہئے کہ اپنی دلیل بلکہ دلائل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ لہذا ہم بھی آپ کی تقریر کو نمبروار مع جواب لکھینگے پس سنئے! آپ لکھتے ہیں کہ:-

”اس تمہید کے بعد اب میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے مخالفین کافر ہیں یا نہیں اور اس کے واسطے میں چند ایک باتیں نمبروار پیش کرتا ہوں جس سے خود بخود ثابت ہو جائیگا کہ وہ لوگ کیا ہیں۔

(۱) خود ان لوگوں سے اور ان لوگوں کے مولویوں سے سوال کرنا چاہئے کہ تمہارے نزدیک جو مسیح اور مہدی آسمان سے یا زمین سے نکلنے والا ہے جب وہ آویگا۔ تو جو لوگ اس کو نہ مانیں گے وہ کافر ہونگے یا نہ ہونگے۔

ہمارا ایمان ہے یہ مسیح اور مہدی وہی موعود ہے جسکا وعدہ ہم کو دیا گیا تھا اور یہ سچا ہے“

جواب:- مطلب تو آپ کا صاف ہے کہ تم مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ماننے والوں کو کافر جانتے ہو۔ جیسے کہ ہم لوگ مسیح موعود کے منکروں کو کافر کہتے ہیں گے انہوں

ahmadimuslim.de

(۱) آپ نے اس دعوے اور دلیل میں اپنے پیر و مرشد کی طرح دجل سے کام لیا۔
اول تو ہم نہیں کہتے کہ مسیح موعود زمین سے نکلیگا۔ دوئم ہمارے مسیح موعود اور تمہارے
تمہارے مسیح میں فرق ہے۔ غور سے سنو!
اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں آئیگا۔ جو جگہ اس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہو مثلاً
دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا۔ جیسے تمہارا مسیح بجائے دمشق
کے قادیاں میں آیا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا
تاہم اسکا منکر کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ ظاہر الفاظ حدیث کے انکی تائید میں نہ ہونگے۔ اور ان ہی
الفاظ سے وہ استدلال کرتا ہوگا۔ کہ مسیح موعود کا نزول تو حدیثوں میں منارہ دمشق
کے قریب آیا ہے۔ لہذا میں تم کو نہیں مانتا۔ پھر وہ شخص کافر کیسے ہو سکتا ہے۔
مجھ سے پوچھئے تو میں اس شخص کو بھی کافر نہ کہونگا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے
کی صورت میں بھی اس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار اور
استکبار سے۔ اسکی نظیر ہمارے پاس موجود ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو آنحضرت نے خلیفہ بنایا اور شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو بنایا۔ حالانکہ ایک فرقہ دوسرے کی بات سے منکر ہے تاہم اس وجہ سے کوئی
کسی کو کافر نہیں کہتا۔ بس مسیح موعود یا مہدی مسعود کا درجہ بھی بلحاظ انکی موعودیت
کے ان حضرات جیسا ہے اور بلحاظ رسالت سابقہ کے اعلیٰ اور افضل ہے جس کو
وہ منکر بھی منکر نہ ہوگا۔
مختصر یہ کہ تمہارا خیال بھی غلط اور تمہارا قیاس بھی غلط۔

نمبر دوم میں آپ لکھتے ہیں:-
(۲) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر اس
شخص کو جا کر لگتا ہے بشرطیکہ وہ کافر ہو۔ لیکن اگر وہ کافر نہ ہو تو لوٹ کر وہ
کفر اس شخص کو جا لگتا ہے جس نے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔
حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ اگر وہ (نعوذ باللہ) خدا کے
نزدیک کافر ہیں۔ تب تو علماء کی بات بن گئی اور اگر وہ نہیں ہیں (اور فی الحقیقت
نہیں ہیں) تو پھر یہ کفر لوٹ کر کس پر پڑا؟ بیّنوا توجروا

اس نمبر میں بھی آپ نے بے سوچے سمجھے اپنے کرشن جی کا پس خوردہ کھایا ہے
جس پر پہلا موقع افسوس کا نہیں۔ کیونکہ تم لوگوں کی عادت ہی یہ ہے کہ
آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم سنو!
تمہا دعوے چونکہ مرزا صاحب چونکہ مسیح موعود ہیں انکا منکر کافر ہے یہ تمہارا دعوے
عام ہے مگر دلیل میں تم نے اس کفر کی بنا تکفیر مرزا کو بنایا ہے۔ حالانکہ یہاں منکر کفر
نہیں اس سے تو تمہاری علمی لیاقت اور مناظرہ دانی معلوم ہوتی ہے۔ کہ دعوے
اور دلیل میں مطابقت نہیں جانتے ہو۔ اب سنو! دلیل کا سقم۔ اس حدیث
کے یہ معنی نہیں جو تمہارے کرشن جی نے تم کو سکھائے ہیں کہ جو شخص کسی کو کافر کہے
پس اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہے بھلا اگر ایسا ہوتا تو بتلاؤ کتنے علما ہیں جو
بے نماز کو کافر واجب القتل کہتے ہیں۔ اور کتنے ہیں جن کے نزدیک وہ کافر نہیں
ہے تو کیا جنکے نزدیک بے نماز کافر نہیں ان کے نزدیک بے نماز کو کافر کہنے والے
کافر ہو گئے؟ نعوذ باللہ

ناظرین کی خاطر واضح مثال دیتا ہوں کہ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بے نماز
کافر ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک کافر نہیں حالانکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے متبع
امام شافعی کو کافر نہیں کہتے کہ اس نے ایک ایسے شخص کو کافر کیوں کہا جو در اصل
کافر نہ تھا۔

اس سے بھی اوپر چلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب حاطب بن
ابی بلتعہ کا خط مکہ کے مشرکوں کے نام کا پکڑا گیا۔ تو آنحضرت کے سامنے حضرت
عمر نے کہا حضرت! یہ منافق ہے مجھے اجازت ہو کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔
آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا یہ بدری ہے۔ خدا نے انکو بخش رکھا ہے۔
تبلائیے! حاطب کو جو بشہادت نبوی نہ صرف مسلمان تھا بلکہ مغفور اور بخشیدہ
مسلمان تھا۔ حضرت عمر نے منافق کہا (جو کافر کے برابر کا بلکہ سخت تر لفظ ہے) تو
کیوں نہ حضرت عمر کو اس کہنے سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر یا منافق کہا؟
کیوں نہ تجدید اسلام اس سے کرایا۔

سنو! اس کی علت اور وجہ ہم بتلاتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ
جو شخص کسی شخص کو محض عناد اور نفسانیت سے کافر کہے تو وہ کفر اسی پر لوٹتا ہے
نہ اس شخص پر جو کسی دوسرے کو کسی شرعی وجہ سے کافر کہتا ہے گو وہ وجہ واقع
میں غلط ہو اور وہ شخص خدا کے نزدیک مسلمان ہی ہو۔ کیونکہ حدیث مذکور کے اگر
ایسے عام معنے کئے جائیں تو بڑے بڑے لوگوں پر (جنکا میں بطور نمونہ ذکر کر آیا ہوں)
بھی زد پہنچتی ہے مگر در اصل نہیں کیونکہ بے نماز کو کافر کہنے والے بھی ظاہر آیات
حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے بھی ظاہر حال پر بنا کر کے حاطب
کو منافق کہا تھا۔ کیونکہ اس نے ایک ایسے راز کی خبر مشرکین مکہ کو بتلانی چاہی
تھی جسکو آنحضرت بعد تاکید مخفی رکھتے تھے۔ اس لئے نہ تو حضرت عمر پر آپ خفا ہوئے

ahmadimuslim.de

نہ ہی امام شافعی وغیرہ مکفرین تارک الصلوٰۃ پر امام ابوحنیفہ اور انکے اتباع غیر مکفرین نے کفر کا فتویٰ لگایا۔

ٹھیک اسی طرح تمہارے پیرمغان کو کافر کہنے والے دلائل شرعیہ سے کافر کہتے ہیں۔ نہ کہ ضد اور نفسانیت سے۔ یہ بات جدا ہے کہ تم مہاراج کرشن جی کے معجزات ایسے ظاہر باہر جانتے ہو کہ ان سے سوائے ضدی اور نفسانی آدمی کے دوسرا کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا۔ سو یہ تمہاری خوش قسمتی ہے۔ اس بیہودہ خیال کے رفع کرنے کو ہمارا رسالہ **الہامات مرزا** بغور پڑھو۔

نمبر سوئم میں آپ لکھتے ہیں:۔

(۳) خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے۔ ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے۔ درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح بن مریم ہی سہی) نہیں مانتا۔ کہتا ہے وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائیگا۔ یا مسلمان؟

حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اسکا کیا حشر ہوگا۔ آپ ہی بتلائیے۔ مگر انصاف شرط ہے۔

مختصر الفاظ میں ہم نے یہ تین سوال اس جگہ پیش کئے ہیں۔ یہ سوال اُن علماء کے سامنے پیش کرنے چاہئیں جو ہمارے مخالف ہیں اور ان کے جواب جو کچھ وہ دے سکتے ہیں۔ وہی جواب ہماری طرف سے ان لوگوں کے حق میں ہیں۔

آئے صدبار التجا کرکے کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

آجتک تو اگر ہم کہتے تھے کہ کرشن جی کو دعویٰ رسالت اور نبوت کا ہے یعنی وہ رسول اور نبی بننے کے دعویدار ہیں تو ہمارا کہنا ضد اور تعصب پر مبنی سمجھا جاتا تھا۔ اور مرزائی تو کیا ہمارے بعض دوست بھی اس کو ہمارا افترا ہی جانتے تھے۔ اب ایسے لوگ ذرہ غور سے بدر کی منقولہ زیر خط عبارت کو بغور پڑھیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اوّل تو آپ کے پیرو مرشد کی رسالت ہی اس شعر کی مصداق ہے کہ

رسولِ قادیانی کی رسالت جہالت ہے جہالت ہے جہالت

دوئم اگر وہ واقعی رسول ہوں بھی تو چونکہ وہ منکر آیت قرآنی سے استدلال کی بنا پر انکاری ہے نیز اُن کے معجزات ماشاء اللہ خود دیکھتے ہے کہ کانے کو لئے دعا کرتے ہیں تو اندھا ہو جاتا ہے۔ جنکی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ آسکے

اخلاق کا یہ حال ہے کہ زندوں اور مُردوں سب پر افترا کرتے ہیں چنانچہ مولوی محمد اسماعیل مرحوم اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کے قصے تو ناظرین بارہا سن چکے ہیں اس لئے وہ نا قابل ہے کیونکہ آیت قرآنی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعد سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول نہیں ہوگا۔ انکی مثال سابقہ رسولوں میں آپ نہیں بتلا سکتے کہ کتب سابقہ میں کوئی آیت اس مضمون کی آئی ہو کہ اب کوئی رسول نہیں آئیگا۔ پھر کوئی رسول آیا ہو تو اُس کے منکر کو بھی علماء نے کافر کہا ہو۔

بدر کے اڈیٹر سے امید ہے کہ ہماری جوابات کو ٹھنڈے دل سے دیکھیگا۔ صحیح پاوے تو اخبار میں تصدیق کرے ورنہ بادلائل تغلیط ؎

من آنچہ شرط وفا بود باتو میگویم۔
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔

دیانندیوں کی مسلّمہ کتاب سے زبان سنسکرت کی قدامت کا بدیہی بطلان

از مہاشے اکبر

ہمارے دیانندی دوست اپنے عام لکچروں اور تحریروں میں اہل اسلام اور دیگر اقوام کے روبرو نہایت چکنے چپڑے کلمات ملمع دار الفاظ اور من موہنے جملوں میں ہمیشہ تعلّی اور ڈینگ کی لیا کرتے ہیں کہ وید ازلی ہیں۔ ابدی ہیں۔ پرمیشور کی اصلی گیان ہیں اور ایشور کے ذاتی صفات ہیں اور سنسکرت زبان جو ویدوں کی زبان ہے وہ روئے زمین کی تمام زبانوں سے قدیم ہے۔ لیکن اِن جملہ دعاوی کے ہمارے دوستوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اور انکی دعاوی کا ترکش۔ دلائل کے تیروں سے ایسا ہی خالی ہے جیسا کسی سماجی کا دل قبول حق کے نور سے۔

رسالہ رد قدامت وید (جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مطبوع ہوکر اپنے معزز ناظرین باتمکین کو بہت ہی محظوظ کریگا۔ اُس میں اِن سب دعاوی کا بطلان بخوبی کیا گیا ہے نیز اس کتاب کے اندر نفس ویدوں کی بابت عیسائی وغیرہ اہل مذاہب کے علاوہ صرف بزرگان ہنود اور ہمہ ہر دہ غیرہ وودوان پنڈتوں کی رائیں ۲۸ سے زیادہ مفصل معہ حوالہ کتب مندرج ہیں یعنی کوئی کہتا ہے کہ وید کلام آفتاب ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ منیوں اور پرجاپت کی بنائی ہوئی ہیں کوئی کہتا ہے کہ وید کا مصنف بیاس جی ہیں کوئی کہتا ہے کہ برہما جی ذاتکو آگ سے دودھا۔ کوئی کہتا ہے کہ چاروں وید برہما جی کو چار حلق ہیں باقی سب بیاس جی کی شرح۔ کوئی کہتا ہے کہ وید نہ تو کلام خدا ہے اور نہ کلام برہما بلکہ پوپ گھڑت

سکے بنائے ہوئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ وید خاص ایک کی تصنیف نہیں۔ بلکہ سینکڑوں ہزاروں دیوتاؤں کے کلام ہیں یا ان آریوں کے جو وسط ایشیا میں روانہ ہوئے تھے۔ انمیں سے ہر ایک کی سیر و سیاحت کے بیانات ہیں اور ان میں سے اکثر مصنفوں کے نام بھی اسمیں پائے جاتے ہیں۔

الغرض اسی قسم کے ۲۰ حیرت انگیز اقوال رد قدامت وید کے اندر اس کتاب کی بابت مندرج ہیں جنکو سماجی دوست قدیم لازوال۔ لاتبدل اور الہامی کی لاٹھ سے زیادہ مضبوط بتاتے ہیں کتاب مذکور میں جناب سنیاسی پنڈت دیانند جی کے مترجم منتر وید بہت سے نقل ہیں کے معزز ناظرین سے عموماً اور سنیاسی جی کے مت والے چیلوں سے خصوصاً بنظر انصاف دیکھکر ویدوں کی قدامت کی بابت نتیجہ نکالنے کی درخواست کیگئی ہے۔ اس کتاب کا ایک ادنی شمہ ہدیہ ناظرین اہلحدیث ہے۔ غور سے سنئے!

(۱) آریہ مسافر میگزین رسالہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۰ میں ہے کہ یہ ہم آریہ لوگوں کا عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اگنی۔ وایو۔ انگرہ اور آدتیہ یہ یوگی اور رشی آدی سرشٹی کے موقعہ پر عین عالم شباب میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور ایک مت بھی گمراہ نہیں بلکہ پیدا ہوتے ہی انہوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی وہاں روحانی آنکھوں کے لئے ایشوری علم کی تحریک دل میں حاصل کی۔ یعنی ملہم ہوئے۔ اور پھر لکھا ہے خدا کو الہام ملہم کر انکی پیدائش کے وقت ہی دینا چاہئے تھا

(۲) سنیاسی جی نے ایڈیشن منجری کے صفحہ ۰ میں لکھا ہے کہ آدی سرشٹی (یعنی ابتدائی دنیا) میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ انکو کیلئے کوئی امر بھی نہیں تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قالوت تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر منشیوں کو وید کا گیان دیا انتہی

سماجی دوستو! سنیاسی جی کا چیلا یعنی آریہ مسافر میگزین تو کہتا ہے کہ جہاں وید کہ ان کے پیدا ہوتے ہی ویدوں کا الہام ہوا اور گرو صاحب فرماتے ہیں کہ پیدا ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد ویدوں کا الہام ہوا۔ اب منصف مزاج سماجی مہاتما بالضرور بتائیں کہ گرو اور چیلا ان دونوں میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا واقعہ یہ دونوں کے دعاوی دلائل سے ویسے ہی خالی ہیں جیسے چیل کا گھونسلا ماس سے یا گدھے کا سر سینگ سے گو تاہم اس میں تو شک نہیں کہ ایک دوسری کی متضاد بد تیں یا کافروں کے بکواس کی مانند ہوتی ہیں (ستیارتھ ص۹۶)

یا انمیں سے ایک کی بات سچی اور دوسری کی جھوٹی۔ ایسا ہونے سے دونوں باتیں جھوٹی ہیں (ستیارتھ ص۴۵)

یا اجتماع ضدین کی وجہ سے دونوں باتیں درست نہیں (ستیارتھ ص۹۶)

(اگر ہم نے فرض کرلیا کہ ان دونوں میں سے ایک درست ہے تو بھی) ایسی راستی جو دروغ سے ملی ہوئی ہے وہ بھی قابل الترک ہے یعنی ایسی راستی جو دروغ آمیز کتابوں (مثل ستیارتھ پرکاش و کلیات آریہ مسافر وغیرہ) میں ہے۔ انکو ایسا ترک کرنا چاہئے جیسے زہر آلود کھانے کی چیزیں ترک کی جاتی ہیں (ستیارتھ ص۹۱ و رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مترجم بابو نہال سنگھ ص۱۴)

(چونکہ دیانندی مذہب میں متناقض خیالات ہیں اس لئے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیانندی مذہب[1] کے مسائل ایک شخص کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ بہت لوگوں نے بنایا ہے۔ (ستیارتھ ص۹۶)

جس طرح ہانڈی کے پکتے ہوئے چاولوں میں سے ایک چاول دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ آیا سب چاول پکگئے یا کچے ہیں اسیطرح اس تھوڑی سی تحریر (یعنی دیانندیوں کے دو ایک باہم متضاد خیالات کے معلوم کرنے) سے نیک نہاد لوگ (اگرچہ وہ سماجی طائفہ ہی سے کیوں نہو) بہت سی باتیں (یعنی بہت سی باتوں کا تضاد) سمجھ لینگے (سماجی مت والے) عقلمندوں کے سامنے بہت کہنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ بمصداق مشتے نمونہ از خروارے عقلمند لوگ تمام مطلب سمجھ ہی لیتے ہیں (ستیارتھ ص۶۱۲)

بہرحال سنیاسی جی جو کہ بقول سماجی پارٹی کے اعلی مہرشی لیکھرام کے ملک عجائبات سے واپس شدہ (دیکھو رسالہ راہ نجات ص۳ مندرجہ کلیات آریہ مسافر ص۶۵ کالم ۲) اور بقول سنیاسی جی کے روحانی سپوت بابو نہال سنگھ صاحب کے سوامی جی کا کلام پرتہ پرمان ہے۔ سوامی جی کی تصنیفات مانند گرنتھ نہیں بلکہ آرش گرنتھ (یعنی رشی کی بنائی ہوئی کتابیں) ہیں (دیباچہ مترجم رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ص۵)

اس بنا پر ظن غالب قریب بیقین یہی ہے کہ سنیاسی جی نے ایڈیشن منجری کے ص۱ میں جس مضمون پر دستخط کردیا ہے اور جو ابھی نمبر (۲) میں درج ہوچکا ہے دیانندی مہاتما درست اسی کو بالضرور قابل قبول اور لائق تسلیم سمجھینگے اور چیلے

[1] دیانندی مذہب کے مسائل کی جگہ سنیاسی جی نے قرآن لکھا ہے ترجمہ کے لحاظ سے ہمنے بجائے قرآن کے الفاظ مندرجہ بالا لکھدئے ہیں ۱۲ منہ

ahmadimuslim.de

کی بات کو لغو - جھوٹ اور پوچ و لچر خیال کرینگے لہذا ہمیں کچھ دریافت کرنا ضروری ہے۔ سنیاسی جی تو یہ سب ایڈیشن کر کے بوجہ ایسی دروغ بیانیوں کے جو مرتبع دیانندی دروغ کے نمبر ۱-۲-۳ میں مندرج ہیں کسی یوگ جوتی میں الوپ ہو گئی اسے ہم کیونکر پوچھیں اب انکے ہواسنیاسی چیلے ہی بالضرور بتائیں کہ نزول یا الہام وید سے پہلے قدرت کی بے ٹوٹ بچے کانوں سے جو شبد سنتے تھے وہ شبد سنسکرت زبان کے تھے جیسے کہ ویدک الہام ہوا یا وہ شبد کسی دوسری زبان کی تھے - اگر سنسکرت زبان کے وہ شبد تھے اور اسی زبان میں ویدوں کا نزول ہوا تو یہ بات ویدک پرمیشور کی صریح ناانصافی اور کھلی طرفداری کی روشن دلیل اور نہایت ہی واضح علامت ہو کہ ویدوں کو ایسی زبان میں نازل کیا جس زبان کو نزول وید سے پہلے کچھ عرصہ تک ملہمان وید اور بہت سے آدمی سرشٹی یعنی ایشوری سرشٹی کے پیدا شدہ اشخاص باہم بولتے تھے - اور ان کے کان اور دل و دماغ ان شبدوں سے بالکل آشنا تھے - ان کے لئے ویدک پرمیشور نے بڑی سہولت روا رکھی اور دوسروں کو اس زبان کے پڑھنے اور سیکھنے کی تکلیف میں مبتلا کیا - یہ طرفداری دیانندیوں کے نزدیک یقیناً ظلم عظیم ہے لہذا اس زبان میں انزال وید - دیانندی اعتقاد کے بموجب کسی طرح درست نہیں ہو سکتا دیکھو ستیارتھ

پس دیانندی دوستوں کو بالضرور اور لامحالہ تسلیم کرنا پڑیگا - کہ نزول وید سے پہلے کچھ عرصہ تک جس زبان کے شبد کو کانوں سے ملہمان وید اور تمام پیدا شدہ اشخاص سنتے رہے وہ یقیناً سنسکرت کے علاوہ کوئی دوسری زبان - عربی خواہ فارسی وغیرہ کے شبد تھے - اس صورت میں سماجی دوستوں کا دلکش ترانہ سنسکرت زبان کی قدامت کا محض لچر و پوچ ہوا جاتا ہے - دوستو! ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

دیانندی مترو - اب بھی سنسکرت زبان کو غیر قدیم کہوگے یا نہیں - کیونکہ جو چیز جیسی ہوتی ہے اسکو ویسا جاننا علم اور اسکو خلاف جاننا لاعلمی اور جہالت ہے - (ستیارتھ صفحہ ۱۷۱) مگر یہ تمیز سوائے علم کے کیسے حاصل ہو - (ستیارتھ صفحہ ۱۵۲)

معزز ناظرین اب اگر ان دسنیاسی جی) کی ایسی ناممکن کہانیاں لکھیں تو تم تھے پوتوں کی طرح بہت بڑھ جاتے - ایک ایسا زیادہ نہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۰۰) - اگر آپ حضرات کو ایسے دلچسپ اور لائل اعتراضات کے دیکھنے کا کچھ شوق ہو تو میری کتاب ستیارتھ پرکاش دیانندی مذہب جو قریباً تین سو صفحوں میں ختم ہوئی ہے اد

جسکے جواب باصواب کی بابت بہت سے علماء اسلام کی طرف سے پچیس ہزار روپیہ سے زائد انعام موعود ہے (س) کے طبع کا انتظار فرما دیں - فقط

راقم دیانندی دوستوں کا ایک ادنیٰ سیوک از تحصیل دیوبند ضلع گوجرانوالہ

اتفاق و اتحاد

ہزار ہزار شکر اس مالک دو جہان کا ہے کہ آج مسرت پر مسرت اور فرحت پر فرحت ہمیں حاصل ہے اور بشاشت کے ترانہ ہائے عیش انگیز جان و دل میں لطف تازہ دیکر ہم سے پوچھ رہے ہیں کہ کون کہتا ہے کہ کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق ہے - جب چاہتے ہیں ہر فریق ایکدل ہو کر مخالفوں سے میدان مناظرہ جیت لیتے ہیں خدا کرے سچ ہو خصوصاً اہلحدیثوں کو تو اخلاق و اتفاق کی چنداں ضرورت نہیں سمجھ چکے ہیں کہ حق بات کے ظاہر کرنے میں ہم اکیلے ہزار آدمی میں کافی ہیں کیوں بھائی اتفاق و محبت کے یہی معنی ہیں کہ ہمارے پیارے بھائی متفق حنفیہ اور اہلحدیث کوئی نیک رائے بذریعہ پرچہ اہلحدیث ظاہر فرما دیں انکو اپنے دلوں میں ہاں ٹھیک مان کر خاموش ہو جانا - اسکا دل خوش کرنے کیلئے کچھ کوشش نہ کرنا - اہلحدیث ۹ فروری میں ایک رائے جناب مولوی عبدالعزیز صاحب نیتی تالی نے ظاہر فرمائی تھی - آپ ہمارے بھائیوں نے دور نہیں دیا تھا کہ افسوس یہی باعث رنج و ملال ہے ہم کل بھائی مسلمانوں کو دو ایک نسخہ بہت سہل بتلاتے ہیں انشاء اللہ یہ مرض کہنہ نااتفاقی بالکل دور ہو کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیگا - اگر یہ موذی پھر پاس آیا تو جو کہو جرمانہ دیں جب آپس میں جھگڑا ہو تو رجوع کرو طرف حدیث و قرآن کو - دیگر یہ کہ جب ہمارے کوئی بھائی نیک رائے بتلا دیں اسکو بدل و جان قبول کر لینا دام درم قدم سخنے مدد کرنا - پس محبت و اتفاق کی علامت ہے - اسکو خوب یاد کر لینا - ہزار ہا روپے صرف کروگے اتفاق اتفاق ہر گلی کوچہ پکارتے پھروگے - مگر بغیر اسکے پانا غیر ممکن ہے - گو کہ ہمارا یہ مضمون اسوقت نقارخانہ میں طوطی پرشکستہ کی آواز زیادہ وقعت نہیں رکھتی تاہم ہم اپنے برادران دین غیر متعصبین سے گذارش کرتے ہیں کہ ان نسخوں کا استعمال ہمیشہ رکھیں پھر دیکھیں کہ کس قدر آپس میں محبت بڑھتی ہے اور اتفاق کا بازار کیسا گرم ہوتا ہے اے اللہ تو ہماری آرزو کو کل مقصود سے ایسا پر کر کہ انکی بوئے گلفت سے تمام بھائی مسلمانوں کا دل و دماغ معطر ہو جائے اور دل کی بجلی کسی روش سے دور ہو جائے اور غنا بھر ان ہر زبان دل میں نکلے آمین ثم آمین

اے میری پیارے ناظرین سبکے سب کہو آمین یا رب العلمین - مرحبا اے میری آمین کہنے والو کہ ظالم و بے دین کے سہنے والے - راقم محمد اسمٰعیل از اجودھیا -

ahmadimuslim.de

قابل توجہ ناظرین اہلحدیث

بعنوان بالا ایک مضمون پرچہ نمبر ۱۳ جلد ۳ مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک ذی حوصلہ خریدار اہلحدیث نے شایع کر دیا ہے اور جمیع ناظرین اہلحدیث سے رائے طلب کی گئی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

مضمون فتوے جو پرچہ اہلحدیث میں چھپتا ہے اگر مستقل طور پر ہمیشہ کے لئے ایک سالم ورق پر ہو جائے تو بہتر ہے جو اخبار سے نکال کر علیحدہ کتاب کی صورت میں رکھا جائے اور تلاش اخبار میں جو دقت کہ مسائل کے دریافت کرتے وقت ہوتی ہے نہ ہو اس بارہ میں آپ لوگ بھی اپنی رائے سے اڈیٹر صاحب کو مطلع فرمائیں

میں آزمانہ سے آمادہ تھا کہ میں بھی اس کی نسبت اپنے ناقص خیال کے مطابق اپنے معزز اڈیٹر کو تکلیف دوں مگر عدیم الفرصتی مانع رہی اور یوں ہی امروز فردا میں گزرتا گیا۔ کہ ہمارے لائق خریدار نے اس میں سبقت کی۔ میرے نزدیک کاتب مضمون کی رائے بہت صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پرچہ فتوی اور ہم اہلحدیثوں کے لئے مخصوص نہایت ہی بکار آمد ہے۔ مگر ہر چیز کا جوہر اور ہر شئے کی ایک روح ہوتی ہے وہ یہ فتاوی ہیں اسکی نسبت جہاں تک دلچسپی ظاہر کی جائے بجا ہے اور جسقدر اس واسطے وسعت کی صورتیں درایت نکالی جائیں زیبا ہے۔ شاید اہلحدیث اس سے واقف ہوگا کہ اس طرف نہ قادیانی سے کوئی بحث ہو اور نہ آریوں سے تکرار نہ حیرت سے محبت۔ میری دانست میں اس طرف شاذ و نادر ہی ایسے ناظرین ہونگے جو بادل ناخواستہ بھی ان کالموں کی طرف نظر ڈالتے ہوں۔ میرا قیاس اگر صحیح ہے۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ان خریداروں میں کل نہیں تو اکثر صرف فتاوی ہی کی وجہ سے خریدار ہیں۔ بلکہ خود اہلحدیث ایک مرتبہ ایسا لکھ چکا ہے شاید اس کو یاد ہی ہوگا۔ اگر اہلحدیث ہمارے مقلد بھائیوں اور حضرات شیعوں کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول فرماتا تو غالباً ہم خریداران بہت کچھ محظوظ ہوتے اور اللہ کی نسبت تو کاہے کو گاہے بگاہے گو کافی نہو دبی زبان سے کچھ خبر لے لیتا ہے۔ آخر اللہ کی نسبت تو تحمل و بردباری کی مشہوری میں خوب گہری نیندیں لے رہا تھا کہ دنیا و مافیہا سے بیخبر مگر ملاح بے فلاح کی بانگ بے ہنگام نے آخر جگا ہی دیا ہے۔ اہلحدیث اب سمجھ چکا ہے کہ ع گر تحمل بسیار مرد را بے قدر

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز و محترم پرچہ اہلحدیث اپنے عنوان خلافت و امامت کے سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے یا جبتک اصلاح کی پوری اصلاح نہ ہو جاری رکھیگا۔ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور۔ لکھتے لکھتے میرا قلم کہاں سے کہاں بہک گیا۔ غرض میں ایک ضروری بات بھی وہ ادا ہو گئی۔ ناظرین معاف کرینگے آمدم برسر مطلب کاتب مضمون کی نسبت ہمارے فاضل اڈیٹر نے اپنی رائے یوں ظاہر فرمائی ہے:-

"ایک صفحہ فتوی کا زاید کرنے سے ایک تو مضامین کا صفحہ کم ہو جائیگا"

چونکہ کاتب مضمون نے عام ناظرین اہلحدیث سے رائے طلب کی ہے۔ علاوہ ہمارے ذاتی نفع ہی مقصود ہے اس لئے مجھے مجبوراً اپنے فاضل اڈیٹر کی رائے سے مخالفت کرنی پڑی۔ مضامین کا صفحہ کم ہو جائے تو ہو جائے اسمیں ہرج ہی کیا ہے۔ آخر بدیہی تو بکار آمد چیز ہے بلکہ مضامین سے زیادہ علاوہ اسکو دو چار فتوے درج کر کے بقیہ کالم سارے چھوڑ دئیے جاوینگے تو اور نقصان ہوگا جیسا کہ ہمارے فاضل اڈیٹر کی رائے ہے۔ پورا ایک ورق یا دو ورق ہونے سے کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ہو ہاں البتہ فتوی کے شایع ہونے سے جبتک پورا ورق نہ ہو توقف ضرور ہوگا۔ تو سائلین جنکو عجلت ہوگی بذریعہ تحریر قلمی طلب کر سکتے ہیں جیسا کہ پہلے چند بار اہلحدیث عام نوٹس دے چکا ہے پھر اڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"دوم ایسے بہانہ سے تمام اخبار محفوظ رکھا جاتا ہے اگر فتوی کو الگ کر دئے جائیں تو باقی اخبار سے بے اعتنائی ہو جائیگی"

جن لوگوں کو دیگر مضامین سے بھی دلچسپی ہے وہ ضرور ہی کل پرچوں کو محفوظ رکھینگے۔ چاہے فتاوی اسمیں ہوں یا نہوں۔ اگر انہیں کچھ دلچسپی نہیں ہے صرف فتاوی ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو باوجود موجود ہونے کل پرچوں کے بھی انپر نظر نہیں ڈال سکتے۔ پس وجود عدم وجود دونوں برابر۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے جسکو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ شروع میں جب میں شرف اسلام سے مشرف ہوا تو ضلع مظفرپور کے ایک رئیس کے یہاں بذریعہ ملازمت بسر اوقات کرتا رہا۔ رئیس ممدوح کو کتابوں کے خریدنے و رکھنے کا حد سے زیادہ شوق تھا اور الماریاں صحاح و تفسیر و اخلاق و دیگر بیش بہا کتابوں سے بھری پڑی تھیں۔ میں اپنی خوش نصیبی سے برابر ان کتابوں کے مطالعہ سے مستفید ہوتا رہا۔ جہاں مجھے قریب قریب پندرہ برس رہنے کا اتفاق ہوا تھا کبھی کسی وقت کسی ساعت میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی کتاب دینیہ مثل حدیث یا تفسیر یا اخلاق کے انکی نظر مبارک سے سرفراز ہوئی ہو۔ اور جب انہوں نے کبھی کچھ ملاحظہ بھی فرمایا تو صرف قصص و حکایات ہی کو دیکھتے رہے۔ اس سے بھی دلچسپ یہ واقعہ ہے کہ احیاء العلوم امام غزالی رحمہ اللہ سے آپ نیت نماز کے فرض ہونے کو بعض جا تقلید کی عبارت کو جو خاص موقع کے لئے مجبوراً ہے) مجھے دکھلاتے اور جب میں مسئلہ قائلین با نیت لسانی کو جو

مام نے پوری طرح دھجیاں اڑائی ہیں۔ پیش کرتا۔ تو گویا اونکے نزدیک وہ پشتو تہا کہ وہ پڑھ ہی نہیں سکتے تھے اور اس طرح اس سے منہ پھیر لیتے جیسے مریض مایوس الصحت دوا سے۔

اب ناظرین خود ہی نتیجہ نکال لینگے ۔ ہم اپنے اصل مقصد کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک فتاووں کی نسبت کچھ آسانی کی راہیں و صورتیں نکالنی چاہئے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اوائل ماہ کے کل پرچے بلا فتاوی کے شائع ہوں آخر ماہ کا پرچہ بھی ۲۴ صفحہ بلا فتاوی کے شائع ہو۔ مگر اس میں دو ورق یعنی چار صفحہ فتاوی مثل ضمیمہ کے شائع ہو جنکا نمبر صفحہ کو پرچہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اور اس ضمیمہ فتاوی کا نمبر صفحہ بہ ترتیب ضمیمہ ہو۔ اگر کچھ سوال یا عبارت کے لئے جگہ نہ رہے تو دوسرے وقت کے لئے اوٹھا رکھا جائے۔ اگر کچھ کالم سادہ بچ جاوے تو اس میں محض فتوے منتخب و چیدہ علماء کرام مثل شیخ الکل یا نواب صاحب مرحوم سے کالم پورا کر دیا جائے۔ مگر یہ صورت اس صورت میں ممکن ہے کہ جمیع ناظرین اہلحدیث متفق و قیمت پر کچھ اضافہ فرما دیں اور اپنی منظوری سے اہلحدیث کو اطلاع دیں۔ اور اہلحدیث بھی قیمت اضافہ سے ناظرین کو مطلع کرے۔ و منظور کنندگان کے نام نامیوں کو بھی درج کرے ۔ تاکہ دوسرے خریداروں کو توجہ ہو۔ دوسری صورت یہ ہو کہ جب دو ورق یعنی ۸ کالم کا پورا ذخیرہ جمع ہو جائے جس تاریخ جس ضلع میں چھپا ہو شائع ہوا کرے ۔ ویجاوے اس کے دو ورق اصل پرچہ سے کم کر دیا جائے ایسی صورت میں اضافہ قیمت کی ضرورت نہیں۔ مگر کاغذ و چھپائی اچھی ہو اور تقطیع مناسب وضع پر ہو۔ عرضاً و طولاً مناسب انداز پر رہے تاکہ بصورت کتاب خوشنما معلوم ہو۔ اور وہی باتیں ہیں جو صورت اول میں درج ہے تیسری صورت یہ ہو کہ بصورت انیکہ کسی امر اہلحدیث ایسا کرنا نہیں چاہتا جس کے نفع و نقصان و ذمہ داریوں کو ہم سے زیادہ وہ جانتا ہے۔ تو آخری رائے میری یہ ہے کہ ہر جلد کا ایک کامل فہرست جسمیں صرف دو خانہ ہوں پہلا خانہ چھوٹا ہو۔ اس میں صرف نمبر پرچہ درج کیا جائے ۔ دوسرا بڑا خانہ ہو جسمیں سوال کا اختصار لکھدیا جائے اور جسقدر سوالات نمبر ا میں ہو سب کا خلاصہ اس میں درج ہو اور جن فتاوی پر تعاقب کیا گیا ہے انکا ذکر حاشیہ پر معہ پتہ و نشان ضرور ہو۔ معہ جواب ۔ اگر یہ رائے ہو تو گذشتہ جلدوں کے لئے بھی اہلحدیث کو تکلیف اٹھانی پڑیگی اور جلد رواں کو لئے سال آخر میں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر اہلحدیث اس کے کرنے سے بھی مجبور ہے تو خیر گندم میسر نشود پرچہ کے ٹائٹل پیج ہی پر جہاں فہرست مضامین درج ہوتی ہے۔ وہاں ہی کل سوالات کو مختصر الفاظ میں بطور فہرست لکھ دئے جائیں ما ہم ہرچہ از دوست میرسد نیکوست پر عمل کرکے صابر و شاکر رہینگے۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو جیسی رائے ہمارا فاضل اڈیٹر یا ناظرین اہلحدیث تجویز فرما دیں عین قبول و منظور ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اور احباب و ناظرین اسبارہ میں اپنی رائے سے مطلع فرما دیں گے۔

ہمیں نہایت ادب و معذرت سے کہنا پڑتا ہے کہ کاتب مضمون کا اصل مطلب دقت تلاش فتاوی سے تہا۔ جسکے فاضل اڈیٹر نے کوئی صورت نہیں نکالی ورنہ کوئی تجویز پیش و عمل میں لانے کا وعدہ کیا جس سے گونہ ہم کو تقویت ہوتی اور ہم بے صبری سے کام نہیں لیتے۔ فاضل اڈیٹر نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ہماری نسبتیں تسلی بخش نہیں ہے۔

ہم آپکو معززو محترم پرچہ اہلحدیث کی صداقت و راستبازی پر جو اہل خو کا شیوہ ہے۔ مبارکباد دیتے ہیں کہ باوجود مخالفت اپنے اڈیٹر کے بھی ہر ایک مضمون کو شائع کرتا ہے۔ اور مجھے بھی ایسا ہی امید ہے۔

خادم المؤمنین محمد عبد الصمد نو مسلم متخلص عابد از

اڈیٹر:۔ چونکہ بہت سے دوست ایسی رائے پر ہیں اسلئے ارادہ ہے کہ آئندہ کو فتووں کا ایک ورق سالم کر دیا جاویگا۔ انشاء اللہ

قادیانی شدادی بہشت کا سنگین ٹیکس

ناظرین اہلحدیث کو معلوم ہوگا کہ تہوڑے دن ہوئے اہلحدیث میں مرزا صاحب قادیانی کے بہشتی قبرستان کے چندہ کے متعلق ایک مضمون اڈیٹر صاحب کی طرف سے شائع ہوا تہا جس کا عنوان تہا "کیسا بھاری ٹیکس ہے" جسکا سارا مطلب یہ تہا کہ مرزا صاحب کے ٹیکس جو وہ اپنے مریدوں پر لگاتے ہیں حد سے زیادہ سنگین ہوتے ہیں اور آپکے بہشتی قبرستان کے ٹیکس کا خاص طور پر ذکر کیا تہا جو حقیقت میں بالکل سچ اور بلا مبالغہ تہا۔ مگر بندہ کا ایک نامہ نگار میاں خیر سے اس مضمون پر اپنا غضب دجوا سے پڑا اشانے کے تو مندرجہ ذیل عبارت لکھکر جواب طلب کرتا ہے:۔

"مرزا صاحب نے جو اپنے مریدوں کو بلحاظ حصہ جائداد و آمدنی کے دینے کا حکم دیا گیا ہے اس کو آپنے شدادی بہشت کا لالچ قرار دیا ہے اور بہشتی ٹیکس تجویز فرمایا ہے۔ تو اس پر خاکسار کی عرض ہے۔ اگر یہ حصہ آمدنی و جائداد کا دینا بہشتی ٹیکس اور شدادی بہشت ہے تو جس نے یہ حکم فرمایا ہے کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی جب تک اپنی پیاری سے پیاری چیز اللہ تعالیٰ کی راہ

الہامات مرزا

مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں کی تردید بڑی شرح و بسط سے کیگئی ہے رسالہ ... قیمت

میعۃ الحی ... امرتسر

ahmadimuslim.de

میں خرچ نہ کرو جبتک۔ تم نیکی کو پا ہی نہیں سکتے الخ"

سو او نہیں واضح ہو کہ یہ آیت عام ہے اور تفصیل و تشریح کی محتاج ہے اُسکی تشریح وہ آیت کرتی ہے جسمیں ارشاد ہے۔ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ یعنی اے رسول اچھے مسلمان پوچھتے ہیں کہ اللہ کے راہ میں کیا خرچ کریں تو کہدے کہ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں سے بڑھا ہوا خرچ کرو" اسکا مطلب بالکل صاف ہے کہ اپنی حاجات ضروریہ کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔ نہ کہ قرض دام لیکر خواہ نخواہ قرضدار بنو۔ اس مضمون کی زیادہ تائید اور تفصیل وہ حدیث کرتی ہے جسمیں آیا ہے کہ ایک شخص حضور کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا حضرت میری پاس ایک دینار ہے۔ اُسکا مصرف بتلائیے۔ آپ نے فرمایا اُسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو وغیرہ

زکوٰۃ بیشک اسلامی ٹیکس ہے مگر اُسکا اور مرزاجی کے ٹیکس کا زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ وہ مال کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے۔ جو سال بعد دیجاتی ہے مگر جو مال حاجت اصلی سے زیادہ ہو اُسپر زکوٰۃ نہیں۔ جیسے کھانے کا غلہ۔ پہننے کے کپڑے۔ گھر کے برتنے کا اسباب۔ سواری کے جانور۔ مزدوری کے ہتھیار۔ پڑھنے کی کتابیں وغیرہ۔

اب ذرہ دیکھئے مرزائی ٹیکس سے اسکا موازنہ جسمیں ۱/۱۰ حصہ ماہواری دینے کا حکم کرتے ہیں اور وہ بھی حاجات اصلی کا گلا گھونٹ کر۔ اور کوئی عذر منظور نہیں کیا جاتا۔ کسی کی اولاد بھوکی مرے تو مرزا صاحب کی بلا سے۔ انکو کیا۔ انہوں نے تو اس ٹیکس کی ادائگی سے اپنی اولاد کو مستثنےٰ کرلیا۔ مگر اُدھر دیکھئے کہ حضور انور نے اپنی آل پاک کو باوجود حاجت کے زکوٰۃ لینا سختی سے منع فرمادیا۔

پس خود ہی انصاف کیجئے کہ کونسا ٹیکس سنگین ہے۔ سچ ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ✣ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

مختصر یہ کہ اسلام میں اسکی نظیر آپ نہیں دکھا سکتے کہ ایک غریب آدمی دس روپیہ کی ماہوار آمد والا ایک روپیہ ہر ماہ کے بعد بہشتی مقبرہ کے لئے دیوے یہ تو صریح ظلم ہے۔ شاید اسی لئے تو مرزائیوں کی وصیتوں کا دورہ بند گیا۔

راقم علم الدین از امرتسر

جماعت اہلحدیث کا اصول

اُن حضرات کو اس مضمون کے ملاحظہ کرنے کیلئے خصوصاً زیادہ توجہ دلاتا ہوں۔ جو اہلحدیث سے سوءظن رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپنے بارہا اقسام کی باتیں سنی ہونگی۔ کوئی تو اہلحدیث کو دشمن رسول بتاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ لوگ منکر رسالت ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ فرقہ مثل روافض و خوارج کے ہے۔ غرض جتنے منہ اوتنی باتیں اور ہرطرح سے لوگ اہلحدیث کو بدنام کرنے اور بہتان لگاتے ہیں جسکو دفعیہ کے لئے اور اُن بدگمانیوں کے ازالہ کے لئے کچھ اپنی ٹوٹی پھوٹی مختصر تقریر سے مطلع کرتا ہوں۔ ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرمانا۔

بھائیو! اہلحدیث کا پہلا اصول پورے کلمہ طیبہ پر ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا اور محمد بندے اُسکے ہیں اور رسول جیسے خدا کے ساتھ غیروں کو شریک کرنا غیروں کی پرستش کرنا شرک باللہ ہے۔ اسی طرح رسول اللہ کے سوا غیروں کی اتباع کرنا شرک فی الرسالت ہے۔ اس اصول کو مدنظر زیادہ رکھا گیا ہے کیونکہ کلمہ خالی زبان سے پڑھ دینے کو اسلام نہیں کہتے بلکہ تصدیق بالقلب و عمل بالارکان و اقرار باللسان کو اسلام کہتے ہیں۔ دوسرا اصول حضرات اہلحدیث کا یہ ہے کہ ہمکو اتباع خدا اور رسول کی واجب و فرض ہے۔ اور عام علما کی بطور جائز۔ تو ہم بحکم أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ کتاب اللہ اور کتاب الرسول کو اپنا رہبر جانینگے اور یہ دونوں کتاب ہدایت کے لئے بالکل کافی و وافی ہیں اسی وجہ سے کسی کے قول و قیاس کو نہ مانیں گے۔ اتباع رسول کی چھوڑکر غیر کی اتباع کرکے خدا کے نافرمان نہ ہونگے۔ بمنطوق الحدیث من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔ اور عام علماء کی بحکم فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ و اطیعوا اولی الامر کی اتباع کرینگے۔ مگر ان علماء کے کسی قول و قیاس کو بوجہ حدیث ملنے کے ہرگز نہ مانینگے۔ حدیث کو ملتے ہی تقلید کے دار کو توڑ ڈالیں گے۔ اسوجہ سے کہ اہل الذکر سے تعلیم اونکے قیاس و قول کی پانا مراد نہیں ہے نہ کسی ایک خاص امام یا عالم کی تقلید کرنا۔ بلکہ قرآن و حدیث سے مسائل کو سمجھنا اور تمام علماء کی تقلید کرنا مراد ہے۔ خواہ زمانہ سلف کے ہوں یا خلف کے۔ اور یہی اصل مدنظر رکھا گیا ہے کہ اگر حدیث و قرآن سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو بحکم اطیعوا اولی الامر کے اونکے قیاس و اجتہاد مناسب کو کام میں لائینگے اور یاد رکھو اولی الامر عام ہے خواہ سلف کا ہو یا خلف کا۔ اس سے بھی کوئی تقلید خاص و حصر کی شکل نہیں نکلتی۔ مگر الحمد للہ اب تو کسی کے قول و قیاس لینے کی مطلق ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ احادیث رسول اب بھی مکمل بالکل بلاحاجت غیروں کے اقوال کے جمع ہوگئی ہیں اور یہی اصول زیر نظر رکھا گیا ہے۔ کہ ائمہ اربعہ کو برحق بلا کسی ایک کے انکار کے جانیں نہ زبان سے خالی کہتے ہیں۔ جیسے اور لوگ۔ زبان سے برحق تو کہتے ہیں مگر برحق